یوم الخمیس ۱۳ صفر المظفر ۱۴۳۷ھ 26 ستمبر 2015ء

دار الافتاء
فتوی نمبر ۱۸۱۵

عالی قدر محترم جناب مفتی صاحب دار الافتاء دار العلوم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بعد از سلام عرض ہے کہ درج ذیل مسائل کے جوابات قرآن وسنت وفقہ حنفی کی روشنی میں ارسال کریں۔ رب کریم جزائے خیر عطا فرمائے آمین بجاہ سید المرسلین

(1) ایزی لوڈ کی شرعی حیثیت کیسی ہے؟

(2) ذبیحہ کے خصیتین کا کھانا جائز ہے؟

(3) بزرگان دین یا والدین کے قبور چومنا جائز ہے اور فتاوی عالمگیری کی یہ عبارت "لا بأس بتقبیل قبر والدیہ" کا کیا مطلب ہے؟

(4) پرانے پھٹے ردی نوٹ جو بازار میں دکاندار نہیں لیتے کیا ایسے نوٹ کم روپوں کے عوض تبدیل کرنا جائز ہے مثلاً ۵۰ کی ردی کے نوٹ ۴۰ روپے میں لیتے ہیں کیا اسمیں سود نہیں؟

(5) دعا بعد سنت بہیئت اجتماعیہ مستحب ہے جس کی تصریح مولانا محمد اللہ جان دامت برکاتہ آف ڈاگئی مردان شاگرد رشید مولانا زکریا رحمۃ اللہ علیہ سہارنپوری نے "الدعا ئر" میں کی ہے ہمارے علاقہ میں بعض لوگ اسے بدعت کہتے ہیں شرعی حیثیت واضح کریں۔

(6) جو امام کسی مقتدی کو کہے کہ آپ میرے اقتداء میں نماز ادا نہ کریں کیونکہ میں آپ کی نیت نہیں کرتا ہوں اگر مقتدی نے مذکورہ امام کے اقتداء میں نماز ادا کی تو اس کی نماز میں فرق تو نہیں آتا؟

(7) کیا موجودہ حکومت پاکستان اسلامی حکومت ہے؟ بینوا وتوجروا

دعاگو شمس الحق لنڈیکوتل ضلع پشاور

Scanned by CamScanner

الجواب حامدا ومصليا

(۱)۔۔۔ایزی لوڈ کی شرعی حیثیت اجارہ کی ہے جو کہ شرعاً درست ہے(ماخذہ التبویب ۵۰/۱۳۹۹)

الفتاوى الهندية (٤/ ٤٢٥)

وإذا استأجر دارا وقبضها ثم آجرها فإنه يجوز إن آجرها بمثل ما استأجرها أو أقل، وإن آجرها بأكثر مما استأجرها فهي جائزة أيضا..........

(۲)۔۔۔حلال جانوروں کے خصیتین (کپورے) کھانا مکروہِ تحریمی ہے، لہٰذا اس سے بچنا لازم ہے۔

فی الدرالمختار(۷۴۹)

(كره تحريما) وقيل تنزيها والأول أوجه (من الشاة سبع الحياء والخصية والغدة والمثانة والمرارة والدم المسفوح والذكر) للأثر الوارد في كراهة ذلك

بدائع الصنائع، دارالكتب العلمية (٥/ ٦١)

(فصل) :

وأما بيان ما يحرم أكله من أجزاء الحيوان المأكول فالذي يحرم أكله منه سبعة: الدم المسفوح والذكر، والأنثيان، والقبل، والغدة، والمثانة، والمرارة لقوله عز شأنه {ويحل لهم الطيبات ويحرم عليهم الخبائث} [الأعراف: ١٥٧] وهذه الأشياء السبعة مما تستخبثه الطباع السليمة فكانت محرمة.

وروي عن مجاهد - ﵁ - أنه قال: كره رسول الله - ﷺ - من الشاة الذكر والأنثيين والقبل والغدة والمرارة والمثانة والدم فالمراد منه كراهة التحريم بدليل أنه جمع بين الأشياء الستة وبين الدم في الكراهة، والدم المسفوح محرم، والمروي عن أبي حنيفة - رحمه الله - أنه قال: الدم حرام وأكره الستة أطلق اسم الحرام على الدم المسفوح

(۳)۔۔۔والدین کی قبر کو چومنے سے اجتناب کرنا ضروری ہے، اور عالمگیری کے حوالے سے والدین کی قبر کو چومنے کی جو روایت سوال میں ذکر کی گئی ہے اس کے بارے میں شیخ عبد الحق محدث دہلویؒ نے مدارج النبوۃ میں فرمایا ہے کہ والدین کی قبر کو چومنے کے متعلق ایک فقہی روایت ذکر کی جاتی ہے مگر صحیح یہ ہے کہ والدین کی قبر کو بھی چومنا جائز نہیں۔

پھر یہ بات بھی مدنظر رکھنا ضروری ہے کہ والدین کی قبر کو بوسہ دینے کا یہ قول صرف عالمگیریہ میں غرائب کے حوالہ سے ذکر کیا گیا ہے دوسرے فقہاء کرامؒ نے یہ قول ذکر نہیں کیا بلکہ عمومی حکم یہ بیان فرمایا ہے کہ ایسا کرنا جائز نہیں ہے بدعت ہے، اور عالمگیریہ میں ذکر کردہ جزئیہ کی جب تک اصول کی کتابوں سے تائید نہ ہو اس وقت تک اس پر فتوی نہیں دیا جا سکتا، لہٰذا صرف اس ایک غریب روایت کی وجہ سے اس عمل کا جواز نہیں ہوگا (ماخذہ التبویب ۳۷/۱۵۰۴)

حاشية الطحطاوي على مراقي الفلاح (ص: ٤١٢)

جاری ہے۔۔۔

Scanned by CamScanner

ولا يمسح القبر ولا يقبله ولا يمسه فإن ذلك من عادة النصارى كذا في شرح الشرعة قال في شرح المشكاة بعد كلام وحديث ما نصه فيه دلالة على أن المستحب في حال السلام على الميت أن يكون لوجهه وأن يستمر كذلك في الدعاء أيضا وعليه عمل عامة المسلمين خلافا لما قاله ابن حجر

الموسوعة الفقهية الكويتية (۴۳/ ۳۱۲)

وَجَاءَ فِي الْمَجْمُوعِ لِلنَّوَوِيِّ نَقْلاً عَنْ أَبِي الْحَسَنِ مُحَمَّدِ بْنِ مَرْزُوقٍ الزَّعْفَرَانِيِّ : لاَ يَسْتَلِمُ الْقَبْرَ بِيَدِهِ وَلاَ يُقَبِّلُهُ ، وَعَلَى هَذَا مَضَتِ السُّنَّةُ ، وَاسْتِلاَمُ الْقُبُورِ وَتَقْبِيلُهَا الَّذِي يَفْعَلُهُ الْعَوَامُّ الآْنَ مِنَ الْمُبْتَدَعَاتِ الْمُنْكَرَةِ شَرْعًا يَنْبَغِي تَجَنُّبُ فِعْلِهِ وَيُنْهَى فَاعِلُهُ

قَال الْحَافِظُ أَبُو مُوسَى الأَْصْفَهَانِيُّ : قَال الْفُقَهَاءُ الْمُتَبَحِّرُونَ الْخُرَاسَانِيُّونَ : وَلاَ يَمْسَحُ الْقَبْرَ بِيَدِهِ ، وَلاَ يُقَبِّلُهُ ، وَلاَ يَمَسُّهُ ؛ فَإِنَّ ذَلِكَ عَادَةُ النَّصَارَى ، قَال : وَمَا ذَكَرُوهُ صَحِيحٌ ؛ لأَِنَّهُ صَحَّ النَّهْيُ عَنْ تَعْظِيمِ الْقُبُورِ ، وَلأَِنَّهُ لَمْ يُسْتَحَبَّ اسْتِلاَمُ الرُّكْنَيْنِ الشَّامِيَّيْنِ مِنْ أَرْكَانِ الْكَعْبَةِ ، لِكَوْنِهِ لَمْ يُسَنَّ مَعَ اسْتِحْبَابِ اسْتِلاَمِ الرُّكْنَيْنِ الآْخَرَيْنِ ، فَلأَِنْ لاَ يُسْتَحَبَّ مَسُّ الْقُبُورِ أَوْلَى .

وَقَال الْغَزَالِيُّ : وَلَيْسَ مِنَ السُّنَّةِ أَنْ يَمَسَّ الْجِدَارَ ، وَلاَ أَنْ يُقَبِّلَهُ فَإِنَّ الْمَسَّ وَالتَّقْبِيل لِلْمَشَاهِدِ عَادَةُ النَّصَارَى وَالْيَهُودِ

الفتاوى الهندية (۵/ ۳۵۱)

ولا يمسح القبر ولا يقبله فإن ذلك من عادة النصارى ولا بأس بتقبيل قبر والديه كذا في الغرائب.

(۴)۔۔۔صورت مسئولہ میں پچاس روپے کے ردی نوٹ کو تیس روپے کے عوض تبادلہ کرنا شرعاً ناجائز ہے، کیونکہ آج کل یہ نوٹ فلوس کے حکم میں آگئے ہیں، اور بیع الفلس بالفلسین امام محمدؒ کے قول پر مطلقاً ناجائز ہے، اور فتوی امام محمدؒ کے قول پر ہے، لہٰذا نوٹوں کا تبادلہ کمی بیشی کے ساتھ جائز نہیں(فتاوی عثمانی ج۳ ص۱۴۸ بتصرف)

الهداية في شرح بداية المبتدي (۳/ ۶۳)

قال: "ويجوز بيع الفلس بالفلسين بأعيانهما" عند أبي حنيفة وأبي يوسف، وقال محمد: لا يجوز لأن الثمنية تثبت باصطلاح الكل فلا تبطل باصطلاحهما، وإذا بقيت أثمانا لا تتعين فصار كما إذا كانا بغير أعيانهما وكبيع الدرهم بالدرهمين.

الفتاوى الهندية (۳/ ۱۱۸)

وصح بيع الفلس بالفلسين بأعيانهما عند أبي حنيفة وأبي يوسف - رحمهما الله تعالى - وعند محمد - رحمه الله تعالى - لا يجوز كذا في الكافي.

(۵)۔۔۔سنتوں کے بعد اجتماعی دعا کرنا نہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے نہ صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین و تابعین اور ائمہ دین رحمہم اللہ سے۔ بلکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت تو اس بارے میں یہ ہے کہ فرض نماز پڑھنے کے بعد مختصر سی دعا کر کے مکان میں تشریف لے جاتے اور سنن و نوافل گھر میں ادا فرماتے تھے۔ صحیح مسلم میں بروایت حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا مذکور ہے:

جاری ہے۔۔۔

Scanned by CamScanner

"انه ﷺ كان يمكث اذا سلم لم يقعد الا مقدار ما يقول اللهم انت السلام ومنك السلام تباركت وتعاليت يا ذاالجلال والاكرام "

یعنی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نماز سے سلام پھیر لیتے تو صرف اتنی دیر مصلّی پر بیٹھتے تھے کہ یہ کلماتِ دعا پڑھیں۔ اور صحیح بخاری میں بروایت ام سلمہ رضی اللہ عنہا مذکور ہے۔

"انه صلی الله عليه وسلم كان يمكث اذا سلم يسيراً"

یعنی آپ صلی اللہ وسلم سلام پھیرنے کے بعد تھوڑی دیر ٹھیرتے تھے۔

عام صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اَجمعین اور حضراتِ تابعین رحمہ اللہ سے یہی سنت منقول ہے۔

لہٰذا سُنن ونوافل کے بعد اجتماعی صورت میں دعا کرنے سے بچنا چاہیئے، البتہ انفرادی طور پر دعا مانگنا جائز ہے جس کو دُعاء مانگنا ہو وہ اپنی الگ الگ دُعاء مانگ سکتا ہے۔ (ماخذہ التبویب: ۹۷-۶۳ وامداد السائلین ا-۱۴۳)

صحيح مسلم - (۱ / ۴۱۴)

عن ثوبان، قال: كان رسول الله ﷺ، إذا انصرف من صلاته استغفر ثلاثا وقال: «اللهم أنت السلام ومنك السلام، تباركت ذا الجلال والإكرام» قال الوليد: فقلت للأوزاعي: " كيف الاستغفار؟ قال: تقول: أستغفر الله، أستغفر الله "

فتح الباري لابن حجر - (۱۱ / ۱۳۳)

(قوله باب الدعاء بعد الصلاة)

أي المكتوبة وفي هذه الترجمة رد على من زعم أن الدعاء بعد الصلاة لا يشرع متمسكا بالحديث الذي أخرجه مسلم من رواية عبد الله بن الحارث عن عائشة كان النبي ﷺ إذا سلم لا يثبت إلا قدر ما يقول اللهم أنت السلام ومنك السلام تباركت ياذا الجلال والإكرام والجواب أن المراد بالنفي المذكور نفي استمراره جالسا على هيئته قبل السلام إلا بقدر أن يقول ما ذكر فقد ثبت أنه كان إذا صلى أقبل على أصحابه فيحمل ما ورد من الدعاء بعد الصلاة على أنه كان يقوله بعد أن يقبل بوجهه على اصحابه

(۶)۔۔۔ صورتِ مسئولہ میں امام صاحب کا اقتداء کی نیت نہ کرنے سے اس مقتدی کی نماز میں کچھ فرق نہیں آئیگا، کیونکہ باجماعت نماز میں مقتدی کیلئے تو امام کی متابعت کی نیت کرنا ضروری ہے، البتہ امام کیلئے ہر ہر مقتدی کی علیحدہ علیحدہ نیت کرنا کوئی ضروری نہیں۔

الدر المختار وحاشية ابن عابدين (رد المحتار) (۱/ ۴۵۲)

(ونية إتباع الإمام) أنت خبير بأن هذا شرط لصحة الاقتداء لا لصحة التحريمة لأنه إذا لم ينو المتابعة صح شرعه منفردا، لكنه إذا ترك القراءة أصلا تبطل صلاته، نعم يشترط لصحة التحريمة نية مطلق الصلاة

جاری ہے۔۔۔

Scanned by CamScanner

(۷)۔۔۔ موجودہ حکومتِ پاکستان ایک اسلامی حکومت ہے، یہاں اگرچہ اسلامی احکام واقدار کا رواج نہیں ہے، لیکن پاکستان کی حکومت کی بنیاد اس کے آئین پر ہوتی ہے اور پاکستان کا آئین اکثر و بیشتر اسلامی احکام کے مطابق ہے، لہذا اسے غیر اسلامی حکومت نہیں کہا جاسکتا۔(ماخذہ التبویب بتصرف ۲۶/۳۹۸)۔۔۔۔۔ واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

محمد تقی رنگونی

دارالافتاء جامعہ دارالعلوم کراچی

۲۱/رمضان المبارک/۱۴۳۷ھ

الجواب صحیح
احقر محمود اشرف غفراللہ
۲۰/۹/۱۴۳۷ھ
26-06-16

الجواب صحیح
محمد طاہر عفرلہ
۲۰/۹/۱۴۳۷ھ

الجواب صحیح
۲۰/۹/۱۴۳۷ھ

دارالافتاء
فتویٰ نمبر ۱۸۱۵/۷۰